بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

متقی فوجی افسران کی صفت یہ ہے کہ وہ جہاد سے محبت کرتے ہیں اور اللہ کی خوشنودی کے لیے شہادت یا فتح کی جستجو میں رہتے ہیں

اسلام نے نہ صرف جہاد کو فرض قرار دیا، بلکہ جہاد کی خواہش کو اس قدر مضبوطی سے تشکیل دیا ہے کہ اس نے تیرہ صدیوں تک مسلم امت کو دیگر تمام اقوام سے ممتاز کر دیا۔ جہاد کے حکم نے امت مسلمہ کو اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کو شکست دینے کے لئے دانستاً بڑے نقصانات برداشت کرنے کے قابل بنایا۔ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے، مسلمانوں کی مسلح افواج نے اپنے سے خاصی بڑی طاقتوں کو زیر کیا جو فاسد عقائد، اپنے علاقے کے دفاع یا نسلی بالادستی کی خاطر لڑ رہی تھیں۔ اسلام کے غلبے کی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے مسلم مسلح افواج نے عملی طور پر اسلام کے نفاذ کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا۔ اس طرح لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے اور آج دنیا کے وسیع وعریض رقبے پر پھیلی ہوئی، مختلف رنگوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والی امت جہاد کے اسی حکم کی تعمیل کا نتیجہ ہے۔

1924 عیسوی میں مسلمانوں کی خلافت کہ دعوت وجہاد جس کی خارجہ پالیسی کی بنیاد ہوا کرتی تھی، کی تباہی کے بعد بھی امت کے اندر جہاد سے محبت مسلمانوں کے دشمنوں کو آج بھی خوفزدہ کرتی ہے۔ سربیرینیکا Serbrenica قتل عام کی 25ویں سالگرہ اس کی ایک مثال ہے، جب 11 جولائی 1995 کو اقوام متحدہ کے ڈچ فوجیوں نے سربیرینیکا قصبے کو بلاحفاظت چھوڑ دیا، تو گیارہ دن کے عرصے میں سربوں نے تقریبا 8000 بوسنیائی مسلمان مردوں اور لڑکوں کو قتل کر دیا، اس صورتِ حال کے پیشِ نظر برطانیہ کو یہ خطرہ لاحق تھا کہ اقوام متحدہ کی کمانڈ کے تحت موجود مسلمان فوجی سربوں سے لڑنے کے لئے صفیں توڑ دیں گے۔ یہ جہاد سے محبت ہی تھی کہ جس نے سوویت روس کو افغانستان میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا تھا، اور اب اس کے بعد امریکہ بھی اپنی ساکھ کو بچانے کے لیے معاہدے کی درخواست کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں میں جہاد کی محبت ہندو ریاست کو خوف زدہ کیے ہوئے ہے، اور اسے 5 اگست 2019 کو مقبوضہ کشمیر پر زبردستی قبضہ کر لینے کے باوجود آج تک شدید مزاحمت کا سامنا ہے۔

موجودہ مسلم حکمران مسلح افواج کے اندر جہاد سے محبت کو پروان چڑھانے کی بجائے، مغربی طاقتوں اور ان کے ہندو ریاست اور یہودی وجود جیسے اتحادیوں کے ایما پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کے خلاف مہم چلا رہے ہیں۔ جہاں تک پاکستان کے حکمرانوں کی بات ہے، تو وہ پاکستان کی مسلح افواج میں موجود مسلمانوں میں موجود جنگ لڑنے کی شدید خواہش کی حوصلہ شکنی کے لیے تیزی سے سرگرم عمل ہیں جو مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے لڑنا چاہتے ہیں۔ مسلمان افسران اور فوجیوں کے اندر کشمیر میں لڑنے اور اس آزاد کروانے کے لئے جوش وخروش کو بڑھانے کی بجائے، وہ دشمن سے لڑنے کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ وہ یا تو دشمن کے پاس ایٹمی ہتھیاروں کی موجودگی یا ہماری معیشت کی کمزوری کا بہانہ بنا کر اس سوچ کو فروغ دے رہے ہیں کہ جنگ کوئی آپشن نہیں ہے۔ مسلمانوں کے جابر حکمران اُن عالی شان مسلمانوں کو "دہشت گرد" قرار دے کر ان کی ملامت کرتے ہیں جو کسی بھی جگہ کفار کے قبضے کے خلاف لڑتے ہیں۔ تاہم تمام استعماری منصوبوں کی طرح، جہاد کو دبانے کی یہ کوشش بھی ناکام ہو گی کیونکہ امت اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی ﷺ سے مستقل وابستگی رکھتی ہے اور اس کے اندر اچھائی اس کی مسلح افواج سمیت اس کے جسم کے ہر حصے میں موجود ہے۔

وہ فوجی افسر جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وفادار ہے اسے اپنے دل و دماغ میں یہ طے کرنا ہو گا کہ اسلام نے جہاد کو بطورِ فرض مقرر کیا ہے، جسے نظر انداز کرنا اللہ کے غضب کو دعوت دیتا ہے، جب کہ اس فرض کو ادا کرنا اجرِ عظیم کا باعث ہے۔ آیئے اس پر غور کریں کہ قرآن مجید میں جہاد کے متعلق کیا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: **كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡقِتَالُ وَهُوَ كُرۡهٌ لَّكُمۡۖ وَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـًٔا وَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡۖ وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّواْ شَيۡـًٔا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمۡۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ "قتال تم پر فرض کیا گیا ہے اور تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور یہ تمہارے لیے اچھی ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں پسند ہو اور وہ تمہارے لیے بُری ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔" (البقرۃ:216)**۔ اِس مقدس آیت میں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُن مسلمانوں کے لئے جہاد فرض کر دیا ہے کہ جو اسلام کے خلاف سرکشی کرنے والے دشمن کے شر کے خلاف جہاد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ہی اسلام تسلیم کرتا ہے کہ لڑائی ایسی چیز ہے جو نفوس میں ہچکچاہٹ پیدا کرتی ہے اور اللہ نے اس ہچکچاہٹ کو مؤثر انداز سے حل کیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، ﴿**وَهُوَ كُرۡهٌ لَّكُمۡ**﴾ "اگرچہ تم اسے ناپسند کرتے ہو" جس کا مطلب ہے کہ لڑائی مشکل ہے اور دلوں پر بھاری ہے۔ درحقیقت لڑائی ویسی ہی ہے جسطرح یہ آیت بیان کرتی ہے۔ لڑائی کا مطلب ہے زخموں کا سامنا کرنا، جان کی قربانی، دشمنوں کے خلاف جدوجہد اور سفر کی مشقت وصعوبتیں۔ لڑائی کبھی سیاچن جیسی شدید سردی کو براشت کرنے کا تقاضا کرتی ہے اور کبھی صحرائے تھر کی شدید گرمی کا سامنا کرنے کا۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، ﴿**وَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـًٔا وَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ**﴾ "اور یہ ہو سکتا ہے کہ تم کسی ایسی چیز کو ناپسند کرو جو تمہارے لیے اچھی ہے" یعنی لڑائی کے بعد فتح اور دشمن پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ سنت میں جہاد کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا، مسلم فوجی افسران اس بارے میں غور کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت میں جہاد کی اہمیت نہایت واضح ہے۔ صحیح میں مذکور ہے، **«مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً»** "جو شخص مرا لیکن نہ تو کبھی اس نے (اللہ کی راہ میں) لڑائی کی، اور نہ ہی خلوص سے لڑنے کے بارے میں سوچا، تو وہ جاہلیت کی موت مرا (یعنی اسلام سے پہلے دور کی موت)"۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **«لا**

هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنه جِهَادٌ وَنِيَّةٌ ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَفِرُ » فتح (مکہ) کے بعد (مدینہ کی طرف) کوئی ہجرت نہیں، اب صرف جہاد اور اچھی نیت ہے، پس اگر تم سے جہاد کے لیے نکلنے کا کہا جائے تو نکل پڑو (بخاری)۔ عظیم محدث زُہری کہتے ہیں کہ "ہر شخص کے لیے جہاد کرنا ضروری ہے، خواہ وہ در حقیقت لڑائی میں شامل ہو یا پیچھے رہ جائے۔ جو پیچھے رہ جائے اُسے حمایت کرنی چاہیئے، اگر حمایت مہیا کر دی گئی ہو؛ تو اُسے امداد فراہم کرنی چاہیئے، اگر امداد کی ضرورت ہو؛ اور اگر اسے حکم دیا جائے تو اسے آگے بڑھنا چاہیئے۔ اور اگر اسکی ضرورت نہ ہو تو وہ پیچھے رہے"۔ دراصل، سنت مسلح افواج کے مسلمانوں کو اس شے کی طرف بلاتی ہے کہ جس سے محبت کی جانی چاہئے ،یعنی اللہ کی راہ میں لڑنا، شہادت یا فتح کے حصول کی پوری کوشش کرنا۔ رسول ﷺ نے فرمایا «ما أحد يدخل الجنة يحب أن يرجع إلى الدنيا وله ما على الأرض من شيء، إلا الشهيد، يتمنى أن يرجع إلى الدنيا فيقتل عشر مرات، لما يرى من الكاة »"کہ جنت میں داخل ہو جانے کے بعد کوئی بھی دنیا میں واپس جانے کو پسند نہیں کرے گا سوائے مجاہد کے جو اللہ سبحانہ وتعالی سے ملنے والی عزت کے سبب دنیا میں واپس آنا چاہے گا تا کہ اسے دس بار شہید کیا جائے (بخاری)۔

مومن آرمی آفیسر غور کریں کہ اسلام کی پہلی اور بہترین نسل نے لوگوں کو ظالم حکمرانوں سے آزاد کروانے کے لئے جہاد کیا، تاکہ وہ عملی طور پر اسلام کا مشاہدہ کر سکیں۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے ارشاد فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ قَاتِلُواْ الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ** **"اے ایمان والواُن کافروں سے لڑو جو تمہارے قریب ہیں، اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی پائیں، اور جان لو کہ اللہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہے"(التوبہ:123)** اللہ سبحانہ وتعالی نے مومنین کو پہلے اسلامی ریاست کے قریب ترین کافروں سے لڑنے کا حکم دیا اور پھر اُن سے جو دور ہیں۔ اِس طرح رسول اللہ ﷺ نے جزیرہ نما عرب میں مشرکین سے لڑنا شروع کیا۔ جب اللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں مکہ، مدینہ، طائف، یمن، یامامہ، حجر، خیبر، حضرالموت اور دیگر عرب صوبوں پر غلبہ عطا کیا، اور مختلف عرب قبائل اسلام میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اہلِ کتاب کے خلاف جہاد کی ابتداء کی۔ آپ ﷺ نے رومیوں سے لڑنے کے لئے تیاریوں کا آغاز کیا جو علاقے میں جزیرہ نما عرب سے قریب ترین تھے، اور اس طرح، اسلام کی دعوت پانے کا سب سے پہلا حق رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ہجرت کے نویں سال تبوک کی جانب پیش قدمی کی، اور اِسطرح اُمت کو اس وقت کی صف اول کی ریاستوں کا مقابلہ کرنے کی راہ پر گامزن کر دیا۔

کیا متقی فوجی افسران جہاد کی لگن میں خلفائے راشدینؓ کے اقدامات پر غور نہیں کریں گے؟ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت نے جہاد کا پورا حق ادا کیا۔ پہلے خلیفہ راشد، ابو بکر صدیقؓ نے رومی صلیبیوں اور فارسی آتش پرستوں سے لڑنے کے لئے اسلامی لشکروں کی تیاری شروع کر دی۔ اس بابرکت مشن میں، اللہ سبحانہ وتعالی نے اُن کے لئے روم وفارس کے علاقوں کو کھول دیا اور قیصر وکسریٰ کو ذلیل ورسوا کر دیا۔ دوسرے خلیفہٴ راشد، عمر بن الخطابؓ کے ہاتھوں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا کے مشرقی اور مغربی حصوں کو اسلامی حکمرانی کی روشنی کے لیے کھول دیا اور کفار کو پست ومغلوب کر دیا۔ پھر تیسرے خلیفہ راشد عثمانؓ کے دور میں، برصغیر پاک وہند سمیت، دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کی غیر متزلزل حقیقت کو قائم کیا گیا۔ اور چوتھے خلیفہ راشد علیؓ نے تین براعظموں پر محیط غلبے کو مستحکم کیا۔ اس طرح، خلفاء راشدینؓ نے اللہ سبحانہ وتعالی کے اس حکم کی گواہی دیتے ہوئے کہ ﴿**وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ**﴾ "**اور جان لو کہ اللہ تقویٰ رکھنے والوں کے ساتھ ہے**"، اسلام کو ترقی دی۔

باخبر فوجی افسر کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ جب جہاد کو نظر انداز کیا گیا تو دشمن اسلام کی چوکیوں پر حملہ کرنے پر حریص ہو گئے اور انہوں نے بہت سی اسلامی سرزمینوں پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ پھر بھی، جب کسی عادل مسلم حکمران یا فوجی کمانڈر نے جہاد کا حکم پورا کیا، تو اللہ تبارک وتعالی نے اس کی مدد کی اور اسے دشمن کے خلاف فتح یاب کیا۔ بے شک جہاد کے حکم کی ادائیگی سے عزت ملتی ہے جبکہ اس سے غفلت ذلت کا باعث بنتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **«مَا تَرَكَ قَوْمٌ الْجِهَادَ إِلاَّ ذُلّوا»** "جو بھی قوم جہاد کو ترک کرتی ہے ذلیل ہو جاتی ہے" [احمد]۔ پس مسلمانوں نے جب جہاد کو نظر انداز کیا تو وہ منگولوں کے ہاتھوں مغلوب ہو گئے اور بالآخر انہوں نے عین جالوت کی لڑائی میں اُنہیں شکست دی۔ وہ مسلمان جنہوں نے جہاد کو نظر انداز کیا، صلیبیوں نے انہیں مغلوب کر لیا، یہاں تک کہ انہوں نے صلاح الدین کی قیادت میں پے درپے کامیابیاں حاصل کیں۔ جہاں تک خلافتِ عثمانیہ کی بات ہے، اس نے جہاد کو اس طرح آگے بڑھایا کہ یورپ کے دارالحکومت ایک ایک کر کے گرنے لگے اور جو ابھی باقی تھے وہ مسلمانوں کی فوج کے خوف سے لرز اٹھے۔

جنّت کے متلاشی فوجی افسر کو چاہئے کہ وہ اُمّت کی موجودہ صورتحال پر غور کرے، وہ تمام مخلوقات کے ربّ نے جو حکم نازل کیا اس پر غور کرے اور ان نیکوکاروں کی تاریخ کے متعلق کہ جنہوں نے جہاد کے حکم کو پورا کیا اور ان لوگوں پر بھی جنہوں نے جہاد کے فرض میں کوتاہی کی، اور اس بات کا تعین کرے کہ وہ کہاں کھڑا ہے؟ بے شک جب 1924 میں امت اپنی ڈھال یعنی خلافت سے محروم ہوئی تو اس کے ساتھ ہی وہ اسلام کے لئے نئی سرزمین کھولنے کے جہاد سے بھی محروم ہو گئی۔ دشمنوں نے اس کی سرزمین پر قبضہ کر لیا، خواہ یہ یہودی وجود ہو جو مغرب میں فلسطین پر قابض ہے یا ہندو ریاست جو مشرق میں کشمیر پر قابض ہے۔ تاہم خلافت کے نہ ہونے کے باوجود، ہماری زمین پر قبضہ کرنے والے کفار سے لڑنے کا حکم ساقط نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **والجهاد ماض منذ بعثني الله إلى أن يقاتل آخر أمتي الدجال لا يبطله جور جائر ولا عدل عادل، والإيمان بالأقدار** "اور اللہ کی جانب سے میرے نبی مبعوث ہونے کے دن سے لیکر اُس دن تک جہاد جاری رہے گا

جب میری اُمّت کا آخری فرد دجال کے ساتھ لڑے گا۔ کسی بھی ظالم کا ظلم اور کسی بھی عادل (حکمران) کا انصاف اسے باطل نہیں کرے گا۔[ابو داؤد] لہذا، کفار سے لڑنا واجب ہے، خواہ مسلمانوں کا حکمران خلیفہ ہو، یا مسلمانوں کا حکمران اسلام کے ذریعہ حکمرانی نہ کرتا ہو۔ چنانچہ مسلم افواج پر یہ فرض ہے کہ وہ قابض افواج کا مقابلہ کرنے کے لئے متحرک ہوں، اگر حکمران فوج کو روانہ کرنے پر راضی ہو جاتا ہے تو اُس نے درست اقدام کیا اور اگر اس نے فوج کو لڑنے سے روکنے کی کوشش کی، اور اس کے راستے میں حائل ہوا تو، فوج سے کوئی صلاح الدین آئے، جو ایسے حکمران کو اپنے پیروں تلے روند ڈالے، اور مبارک سرزمینوں کو قبضہ سے پاک کرنے کے لئے فوج کو متحرک کرے۔

یہ واضح ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ حکمران ایک فوجی افسر اور اللہ سبحانہ وتعالی کی اطاعت کی بیچ میں حائل ہیں۔ موجودہ حکمران اعلان کرتے ہیں کہ جنگ کوئی آپشن نہیں ہے اور جنگ کرنے والے کو اُمت کا دشمن قرار دیتے ہیں۔ یہ حکمران اُن لوگوں پر ظلم کرتے ہیں جو خود ہتھیار اٹھاتے ہیں خواہ یہ افغانستان میں امریکیوں کے خلاف ہو یا مقبوضہ کشمیر میں ہندو ریاست کے خلاف۔ اور بدترین بات یہ ہے کہ انہوں نے قابض کفار کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کی کوششیں شروع کر رکھی ہیں، جو محض ان کفار کے قبضے کو مزید مستحکم کرے گا۔ حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے حکم دیا ہے کہ: **وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ** "**اور جہاں بھی تم انہیں پاؤ ان کو قتل کرو اور اُنھوں نے جہاں سے تمہیں نکالا وہاں سے تم بھی اُنھیں نکال دو**" **(البقرہ:191)**۔ اس مقدس آیت کا اطلاق ان تمام دشمنوں پر ہوتا ہے جو اسلام اور اس کے پیروکاروں سے لڑنے میں مصروف ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنی توانائی دشمن سے لڑنے میں صرف کرنی ہے، جس طرح ان کی توانائی ہم سے لڑنے پر خرچ ہوتی ہے، اور ہم اپنی توانائیاں انہیں ان علاقوں سے بے دخل کرنے پر خرچ کریں جہاں سے انہوں نے ہمیں نکالا ہے۔

ایک فوجی افسر کے لئے یہ واضح ہے کہ موجودہ حکمران نہ تو قابض افواج کو مسلم سرزمین سے نکالیں گے اور نہ ہی خلافت کو بحال کریں گے کہ نئے علاقوں کو اسلام کے لئے کھولنے کے فرض کی ادائیگی دوبارہ شروع ہو جائے۔ یہ ذمہ داری مسلح افواج کے ہر افسر پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اس سخت اور شدید صورتحال کا ازالہ کرے۔ ہر افسر پر لازم ہے کہ وہ امت کا ساتھ دے اور اپنے اوپر عائد ہونے والی جہاد کی عظیم ذمہ داری کو پورا کرے۔ فوجی افسران پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ موجودہ حکمرانوں کو اقتدار کے ایوانوں سے نکال باہر کریں، اور نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کے از سر نو قیام کے لئے اپنی مدد ونُصرت پیش کریں۔ صرف اسی صورت میں، وہ اللہ کی راہ میں لڑنے کی سعادت حاصل کریں گے، اور پوری دنیا سے ظلم کا خاتمہ کر سکیں گے۔ پس آج کے مسلمان فوج کے افسران انصار کی طرح ہو جائیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ایسی تائید کی کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی آیات میں ان کی تعریف کی اور فرشتے ان کے سردار سعد بن معاذؓ کے جنازے پر اُمڈ آئے۔ ترمذی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذؓ کے جنازے کے بارے میں فرمایا، «**اَنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ** "بے شک، فرشتوں نے ان کا جنازہ اٹھا رکھا ہے" مبارک ہیں آج کے وہ فوجی افسر جو انصار کی پیروکار بنیں۔